شعر و ادب

جناب عبدالعزیز خالد

حاطِ حاطِ

زبور میں نام دلنوازِ حضورؐ ہے "حاطِ حاطِ"، خالد!

مہ و ستارہ ہیں جس طرح آسماں کے لیے
ہجوم لالہ و گل صحنِ گلستاں کے لیے
دلِ گداختہ جیسے غمِ نہاں کے لیے
"بنے ہیں مدحتِ سلطانِ دو جہاں کے لیے
سخن زباں کے لیے اور زباں دہاں کے لیے"

وُہ جس کی پاکیٔ سیرت کی چار دانگ میں دُھوم
وُہ جس کی ذات ہے سرچشمۂ فنون و علوم
وُہ جس سے لیتے ہیں خیراتِ روشنی کی نجوم
"وُہ چاند جس سے ہوئی ظلمتِ جہاں معدوم
رہا نہ تفرقہ روز و شب زماں کے لیے"

ہے اس کا شیوہ عفاف و عدالت و انصاف
پیام اس کا ہے انس و اخوّت و ایلاف
ہے اس کی شانِ کریمی کا ہر کوئی وصّاف
"وُہ لحظہ لحظہ تفقد، وُہ دم بدم الطاف
رضائے خاطرِ یارانِ جانفشاں کے لیے"

وُہ بے نیازی کا برتاؤ اہلِ جاہ کے ساتھ
برابری کا سلوک اہلِ اشک و آہ کے ساتھ
وُہ کرنا سلب گناہوں کا اک دعا کے ساتھ
"صفائے قلب حسودانِ کینہ خواہ کے ساتھ
دعائے خیر بد اندیش و بدگماں کے لیے"

ہر اک پہ فرض ہے پاسِ حقوقِ ہمسایہ
ہُوا زمانے میں صالح معاشرہ پیدا
شریکِ حال ہے جس کا خدائے نادیدہ
"مدینہ مرجع و ماوائے اہلِ مکّہ ہُوا
مکیں سے رتبہ یہ حاصل ہوا مکاں کے لیے"

زباں پہ لائے نہ جو غیرِ ذکر، حرفِ دگر
ہمیشہ نام ہے اللہ کا جس کے ہونٹوں پر
عیاں حقائقِ اشیا ہیں جس پہ سرتاسر
"بس اب نہ ہول کا کھٹکا، نہ راہزن کا خطر
ہوا وُہ قافلہ سالار کارواں کے لیے"

ہر ایک طرزِ عمل اس کا زندگی آموز
ہے اس کی دید بہر زاویہ نظر افروز
ہے اس کا ہر کلمہ جامع و خرد اندوز
"شفاعتِ نبوی ہے وُہ برقِ عصیاں سوز
کہ حکمِ حق ہے جہاں ظفر دو جہاں کے لیے"

اسی کی ذات کتابِ معارف و اسرار
اسی کا نام ہے جس پر نثار عزّ و وقار
اسی کا کام ہے حاصل جسے ثبات و قرار
"اسی کا دیں ہے کہ ہے گلشنِ ہمیشہ بہار
وگرنہ ہر گل و گلزار ہے خزاں کے لیے"

نہیں ہے اس سا کوئی سرور وکرم گستر
ہر ایک امتِ گم کردہ راہ کا رہبر
کیا فراخیِ ہفت آسماں میں اس نے سفر
"عبور لجۂ عصیاں سے کس طرح ہو اگر
وہ ناخدا نہ ہو اس بحرِ بیکراں کے لیے"

ہے تنگ بندیِ الفاظ کا ثمر حسرت
نصیبِ اہلِ بیاں ہے خجالت و خفت
کہ ہے بضاعتِ مزجات، علم کی دولت
"نہ حرف و صوت میں وسعت، نہ کام و لب میں سکت
حقیقتِ شبِ معراج کے بیاں کے لیے"

کرے نہ عاشقِ رمز آشنا کبھی فریاد!
بقدرِ حوصلہ واجب ہے مال و جاں کا جہاد
یہی ہے رہروِ ملکِ وفا کا توشہ و زاد
"اسی سے ہوتا ہے ظاہر عیارِ استعداد
محک ہے حبِّ نبی دل کے امتحاں کے لیے"

لحد میں پیشِ نظر اس کا روئے انور ہو
اُسی کے نور سے تربت مری منوّر ہو
رہِ عدم میں اسی کا خیال رہبر ہو
"اگر بقیع میں گز بھر زمیں میسّر ہو،
کروں نہ طولِ اَمل روضۂ جناں کے لیے"

اصولِ عدل و جہانبانی و تدبّر میں
شعور و حکمت و آگاہی و تفکّر میں
وہ لامثال ہے جانبازی و تہوّر میں
"سمایا اس کا جو نقشِ قدم تصوّر میں
ہجومِ عشق میں بوسے کہاں کہاں کے لیے"

ہے گو سخن پہ ابھی عالم جواں سالی
یہی ہے میرا ابھی خالد بیانِ اقبالی
نہ کام آتے یہاں ندرتِ ہنر خالی
"حریفِ نعتِ پیمبرؐ نہیں سخن حالی
کہاں سے لائیے اعجاز اس بیاں کیلیے"

لہو کی موج رگوں میں رواں رہے جب تک
چمن میں مرغِ چمن نغمہ خواں رہے جب تک
بساطِ خاک تہِ آسماں رہے جب تک
"نبیؐ کا نام ہو وردِ زباں رہے جب تک
سخن زباں کے لیے اور زباں دہاں کے لیے!"